سوال

حدیث (انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب) کا معنی کیا ہے

جواب

الحمد للہ

حدیث کے الفاظ اس طرح نہیں جس طرح کہ سوال میں ذکر ہوئے ہیں بلکہ حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں :

(انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب الشھر ھکذا وھکذا یعنی مرۃ تسعۃ وعشرین ومرۃ ثلاثین)

ہم امی قوم ہیں لکھتے پڑھتے نہیں مہینہ اس اس طرح ہوتا ہے ، یعنی کبھی انتیس اور کبھی تیس دن کا ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (1814) صحیح مسلم حدیث نمبر (1080) ۔

اور یہ حدیث قمری مہینہ کے شروع ہونے کے مسئلہ میں وارد ہوئی ہے جو کہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مہینہ فلکی حسابات سے نہیں شروع ہوتا بلکہ ظاہری طور پر چاند دیکھنے پر منحصر ہے جب چاند نظر آجائے تو مہینہ شروع ہوگا ، تو حدیث وارد اس لیے ہوئی ہے کہ یہ بیان کیا جاسکے کہ قمری مہینہ کا اعتماد رؤیت ھلال پر ہوگا نہ کہ حسابات فلکیہ پر ، اور یہ حدیث اس لیے نہیں کہ امت اسلامیہ جہالت اختیار کیے رکھے اور عادی حساب وکتاب اور علوم نافعہ کا حصول نہ کرے ۔

آج کے مسلمان جو کچھ مختلف قسم کے دنیاوی فائدہ مند علوم حاصل کر رہے ہیں یہ حدیث اس کے منافی نہیں ، اور اسلام تو ایک علمی دین ہے اور علم کی دعوت اور ہر مسلمان پر علم کے حصول کو واجب قرار دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کے فرض کردہ احکامات اور عبادات ومعاملات کو سیکھے ۔

اور اسی طرح دنیاوی علوم مثلا طب ، انجیرینگ ، زراعتی وغیرہ علوم تو مسلمانوں پر حسب ضرورت یہ علوم سیکھنے واجب ہیں ، اگر مسلمانوں کو ضرورت ہے کہ وہ ایک سوئی تیار کریں تو ان پر واجب ہے کہ ان میں ایسا شخص ہو جو کہ سوئی تیار کرنے کا علم حاصل کرے ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی نے اس حدیث کی کافی ووافی شرح کی ہے جس میں انہوں نے بیان کی انتہاء کردی ہے ، ذیل میں ہم ان کے جواب میں سے چیدہ چیدہ اشیاء کا ذکر کرتے ہیں :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان (ہم ایک امی قوم ہیں) یہ طلب نہیں ، کیونکہ شریعت سے قبل وہ امی ہی تھے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے جس کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے :

وہ اللہ ہی ہے جس نے امیوں میں سے ہی ان کی طرف رسول بھیج دیا ۔

اور رب ذوالجلال کا فرمان کچھ اس طرح بھی ہے :

اور ان لوگوں کو کہہ دو جنہیں کتاب دی گئی اور امیوں کو بھی کہ کیا تم اسلام لے آئے ہو ؟ ۔

تو جب ان کے لیے امی کی صفت کا بعثت سے قبل ثبوت ملتا ہے انہیں اس کی ابتدا کا حکم نہیں تھا ، جی ہاں ہوسکتا ہے کہ ان کو یہ بھی حکم دیا گیا ہو کہ وہ اس کے بعض احکام پر باقی رہیں ، ہم اس کا بیان کریں گے کہ انہیں مطلقا اس پر رہنے کا حکم نہیں دیا گیا جس پر وہ پہلے تھے ۔

جس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا اس میں بہت سے لکھنے پڑھنے والے لوگ بھی تھے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں پائے جاتے تھے، اوران میں حساب وکتاب کرنے والے لوگ بھی تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرائض کے ساتھ جس میں حساب (ریاضی) بھی ہے مبعوث کیا گیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ جب ان کا صدقہ پر مقرر کیا گیا عامل ابن لتبیۃ آیا تو نبی صلی اللہ وعلیہ وسلم نے اس کے ساتھ حساب کیا۔

اوراسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کاتب تھے جن میں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، زید، اور معاویہ رضی اللہ تعالی عنہم شامل تھے جو کہ وحی کی کتابت کرتے اوراسی طرح معاہدے اور نبی صلی اللہ کی طرف سے مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں اوران کے مقرر کردہ عاملوں اور گورنروں کو خط لکھتے تھے۔

اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

تاکہ تم سالوں کی تعداد اور حساب کو جان لو

اللہ تعالی نے ان دو آیتوں میں یہ بتایا ہے کہ اس نے یہ کام اس لیے کیا ہے تاکہ تم حساب کو جان سکو۔

اور امی اصل میں "الامۃ" جو کہ امیین کی جنس ہے کی طرف منسوب ہے، اور یہ اسے کہا جاتا ہے جو جنس سے لکھنے یا پڑھنے کے خصوصی علم کے ساتھ متمیز نہ ہو، جیسا کہ عام لوگوں میں سے اس شخص کو عامی کہا جاتا ہے جو دوسروں سے کسی خصوصی علم میں متمیز نہ ہو۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ امی کی نسبت "الام" کی طرف ہے، یعنی وہ معرفت، علم وغیرہ میں سے اسی پر باقی ہے جس کا اسے اس کی ماں نے عادی بنایا تھا۔

پھر وہ چیز جس کے ساتھ انسان عمومی امیۃ سے نکل کر خصوصیت کی جاتا ہے کبھی تو وہ فی نفسہ فضل وکمال ہے جس طرح کہ قرات قرآن اوراس کے معانی کو سمجھنے کے ساتھ متمیز ہونا، اور کبھی ایسی اشیاء جس سے فضل وکمال تک پہنچا جا سکتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید پڑھنا اوراس کے معانی کو سمجھنے کے ساتھ متمیز ہونا ہے۔

اور بعض اوقات وہ چیز ہوتی ہے جس سے فضل وکمال تک پہنچا جاسکتا ہے، مثلا لکھنے اور خط وغیرہ پڑھنے کے ساتھ دوسروں سے متمیز ہونا، تو یہ کام اس شخص کی مدح کا باعث ہے جس نے اسے کمال کے لیے استعمال کیا اوراس شخص کے لیے مذمت کا باعث ہے جس نے اسے معطل کرکے رکھ دیا اوریا پھر اسے شر و برائی کے لیے استعمال کیا، اور جو شخص اسے چھوڑ کر اس بھی افضل اور نفع مند چیز حاصل کرلے وہ زیادہ افضل اور اکمل ہوگی، تو اس کا چھوڑنا اس کے حق میں مقصد کو حاصل کرنے کے ساتھ اکمل وافضل ہوگا۔

توجب یہ واضح ہوگیا کہ امیوں سے تمیز کی دو قسمیں ہیں؛ تو وہ امت جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے عرب تھے، انہیں کے ذریعہ ساری امتوں کو دعوت ملی، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زبان میں مبعوث ہوئے تو وہ عام قسم کے امی تھے ان میں علم وکتاب غیرہ کی تمیز نہیں تھی باوجود اس کے کہ ان کی فطرت علم کے لیے دوسری امتوں کے مقابلہ میں زیادہ تیار تھی۔

اسی زمین کی طرح جو کاشت کے قابل ہو لیکن اسے کاشت کرنے والا کوئی نہیں، تو ان کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ کوئی کتاب نہیں تھی جسے وہ پڑھیں جس طرح کہ اہل کتاب کے پاس کتاب موجود تھی، اور نہ ہی کوئی قیاسی اور استنباط شدہ علوم ہی تھے جس طرح کہ صابئی وغیرہ کے پاس تھے۔

اوران میں کتابت بہت ہی قلیل تھی، اور علم صرف اتنا تھا جتنا تھا جس سے انسان عمومی امیۃ سے نہیں نکلتا مثلا اللہ سبحانہ وتعالی کا علم، اور مکارم اخلاق کی تعظیم اور علم انواء (ستاروں کا علم) اور شعروں اور علم انساب وغیرہ تو وہ ہر اعتبار سے اسم امی (ناخواندہ) کے مستحق ٹھرے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے ان کے متعلق فرمایا ہے:

وہ اللہ ہی ہے جس نے امیوں (ناخواندہ لوگوں) میں ان میں سے ہی ایک رسول بھیجا ۔

اور فرمان باری تعالی ہے :

اھل کتاب اور امی لوگوں کو کہہ دیجیے کہ کیا تم اسلام لے آئے ہو، اگر تو وہ مسلمان ہوگئے ہیں تو ھدایت یافتہ ہیں اور اگر منہ پھیر لیں تو آپ پر صرف تبلیغ کرنا ہے ۔

تو اللہ تعالی نے امی لوگوں کو اھل کتاب کے مقابلہ میں ذکر کیا ہے، تو کتابی امی کے علاوہ ہوا ۔

توجب ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کردیا گیا اور ان پر کتاب اللہ میں جو کچھ بیان ہوا اس کی اتباع اور اس پر غور فکر اور تدبر اور اسے سمجھنا اور اس پر عمل کرنا واجب کردیا گیا اور قرآن مجید کو ہر چیز کی تفصیل بنایا گیا اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہر چیز حتی کہ بیت الخلاء جانے کا طریقہ بھی بتایا تو وہ اھل علم اور کتاب والے ٹھرے، بلکہ علوم نافعہ میں سب مخلوق سے افضل اور زیادہ علم والے بن گئے اور ان سے وہ مذموم اور ناقص ناخواندگی زائل ہوگئی جو کہ عدم علم اور اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ کتاب کے نہ ہونے کی بنا پر تھی ۔

اور انہیں کتاب وحکمت کا علم اور کتاب کی وراثت مل گئی جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے اس فرمان میں ذکر کیا ہے :

اللہ وہ ہے جس نے امیوں میں سے ہی ان کی طرف ایک رسول مبعوث کردیا جو ان پر اللہ تعالی کی آیات پڑھتا اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اگرچہ وہ اس سے قبل واضح قسم کی گمراہی میں تھے ۔

تو وہ ہر اعتبار سے امی (ناخواندہ) تھے تو جب انہیں کتاب وحکمت سکھا دی تو ان کے بارہ میں اللہ رب العزت نے فرمایا :

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا، پھر ان میں سے بعض تو اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، اور ان میں سے بعض متوسط درجے کے ہیں، اور ان میں سے بعض اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کیے چلے جاتے ہیں ۔

اور ایک اور مقام پر اللہ سبحانہ وتعالی کے فرمان کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے :

اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے نازل فرمایا ہے بڑی بابرکت کتاب ہے تو اس کی اتباع کرو اور تقوی اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے، کہیں تم لوگ یہ نہ کہو کتاب تو ہم سے پہلے جو دو فرقے تھے ان پر نازل ہوئی تھی اور ہم اس کے پڑھنے سے پڑھانے سے محض بے خبر تھے، یا یہ نہ کہو کہ اگر ہم پر کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے بھی زیادہ راہ راست پر ہوتے ۔

اور ابراھیم خلیل اللہ کی ان کے بارہ میں کی گئی دعا قبول ہوئی جس میں انہوں نے یہ کہا تھا :

اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے رسول بھیج دے جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے، اور انہیں کتاب وحکمت سکھائے، اور انہیں پاک کرے یقینا تو غلبہ اور حکمت والا ہے ۔

اور اللہ جل شانہ کے فرمان کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے :

بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالی کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں ایک رسول ان کی طرف بھیجا جو ان پر اللہ تعالی کی آیات تلاوت کرتا اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے ۔

تو اس ناخواندگی میں سے کچھ تو حرام اور کچھ مکروہ اور کچھ نقص اور ترک افضل ہے، جو سورۃ فاتحہ یا قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھ سکے تو فقھاء ایسے شخص کو نماز کے مسائل میں قاری کے

مقابلے میں امی (ناخواندہ) کہتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ قاری کا امی کی اقتداء کرنا صحیح نہیں، اور نماز میں امی (ناخواندہ) امی کی اقتداء کرنا جائز ہے، اور اس طرح کے مسائل میں۔

توفقھاء یہاں پر امی سے مراد یہ لیتے ہیں جو فرضی اور واجب قرات بھی نہ کرسکے چاہے وہ لکھ سکتا ہو یا نہ لکھ سکے اور حساب وکتاب کرنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

تو ایسی امیۃ (ناخواندگی) بھی ہے جو واجب کے ترک میں ہے اور اگر انسان اس کی تعلیم پر قادر ہونے کے باوجود نہ سیکھے تو وہ سزا کا مستحق ہوگا

اور امیۃ (ناخواندگی) کی ایک قسم مذموم بھی ہے جیسے کہ اللہ تعالی نے اھل کتاب کو یہ وصف دیتے ہوئے فرمایا :

ان میں سے بعض ایسے ان پڑھ بھی ہیں جو صرف کتاب کے ظاہری الفاظ کو ہی جانتے ہیں اور صرف گمان اور اٹکل پر ہی ہیں۔

تو یہ اس شخص کی صفت ہے جو کلام اللہ کو نہ تو سمجھتا اور نہ ہی اس پر عمل کرتا ہے بلکہ صرف اس کی تلاوت پر ہی گزارا کرتا ہے، جیسا کہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے کہ :

قرآن مجید تو اس لیے نازل ہوا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے تو لوگوں نے اس کی تلاوت کرنے کو ہی عمل بنا لیا۔

تو یہاں پر امی وہ ہے جو ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید کے حروف وغیرہ کو تو پڑھ سکتا ہے لیکن انہیں سمجھتا ہی نہیں بلکہ ظاہری طور پر وہ اپنے گمان میں علمی کلام بھی کرتا ہوگا، تو یہ بھی وہ امی (ناخواندگی) مذموم ہے جس طرح کہ اللہ تعالی نے اس کے واجبی علم کے نقص ہونے پر اس کی مذمت فرمائی ہے چاہے وہ فرض عین ہو یا فرض کفایہ۔

اور اس میں سے کچھ افضل واکمل بھی ہے، جس طرح کہ ایک شخص قرآن کریم کچھ حصہ ہی پڑھتا اور جو اس کے متعلق ہے اسے ہی سمجھتا اور شریعت میں سے بھی اتنا ہی سمجھتا ہے جتنا کہ اس پر واجب ہو، تو اس کو بھی امی کہا جائے گا، اور اس کے مقابلے میں جسے مکمل قرآن کا علم اور عمل کرنے کی توفیق دی گئی ہے وہ پہلے سے افضل اور اکمل ہے۔

شخص کے لیے یہ امتیازی امور جو کہ فضائل وکمال ہیں کو اس نے اپنے اندر نہیں پایا، اس میں یہ نہ پائی جانے والے امور یا تو عینی طور پر واجب تھے اور یا پھر فرض کفایہ یا مستحب تھے۔

ان امور سے مطلقا اللہ تعالی ہی موصوف ہے بلاشبہ اللہ تعالی علیم وحکیم ہے اور سب قسم کے علم اور شر وخیر اور ارادہ کے اعتبار سے کلام نافع اللہ تعالی میں ہی جمع ہے اور اسی طرح اللہ تعالی نے انبیاء اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ علماء اور حکماء کے سردار ہیں کو بھی علم دیا ہے۔

اور وہ امتیازی امور جو فضائل کے وسائل اور اسباب ہیں جن کے بغیر کسی اور کے ساتھ بھی گزارا ممکن ہے، تو یہ اس کاتب کی طرح جو کہ لکھتا پڑھتا ہے تو جب وہ اس سے مفقود ہو تو یہ اس میں نقص ہوگا اور اس کے بغیر اس کی فضیلت مکمل نہیں ہوگی اور وہ اس میں اپنے کمال وفضل سے تعاون حاصل کرتا ہے جس طرح کہ کوئی لکھنا پڑھنا سیکھے اور اس سے قرآن مجید اور علمی کتابیں پڑھے اور لوگوں کے لیے نافع اشیاء لکھے تو یہ اس کے حق میں فضل وکمال ہے، اگرچہ وہ اس سے وہ ایسی اشیاء کے حصول پر بھی تعاون لے جو کہ اس کے لیے مضر اور نقصان دہ ہوں، یا پھر لوگوں کو اس شخص کی طرح نقصان دے جو کہ اس پڑھائی سے گمراہ کرنے والی کتابیں پڑھے اور لوگوں کو نقصان پہنچانے والی اشیاء لکھے جس طرح کہ کوئی بڑے بڑے افسروں اور ججوں اور گواہوں کی جعلی خط وغیرہ تیار کرے، تو اس کے حق میں برا اور نقصان دہ ہوگا۔

اور اسی لیے عمر نے عورتوں کو اس سے منع کردیا تھا، اور اگر اس کے بغیر کسی اور طریقہ سے علم میں کمال حاصل ہوسکے اور تعلیم حاصل ہوسکے تو اس کے لیے یہ افضل اور بہتر ہے، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی حال تھا جن کے بارہ میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے :

جو لوگ ایسے نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امیۃ (ناخواندگی) حافظے سے علم اور پڑھائی مفقود ہونے میں نہیں تھی بلکہ بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تو امام الائمۃ ہیں، بلکہ وہ اس اعتبار سے امی تھے کہ لکھ نہیں سکتے تھے اور لکھا ہوا پڑھ نہیں سکتے تھے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے ان کے بارہ میں وضاحت کرتے ہوئے فرمایا :

- - - - -

پھر اس کے بعد شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی اسی حدیث (ہم امی قوم ہیں لکھنا اور حساب وکتاب نہیں جانتے) کی مراد بیان کرنے کی طرف آتے ہیں اور اس میں قرینہ بھی پایا جاتا ہے جوکہ مراد پر دلالت کرتا ہے تووہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

توجب اس کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ مہینہ تیس دنوں کا اور مہینہ انتیس دنوں کا بھی ہوتا ہے تواس سے حدیث کی مراد بیان کی گئی کہ ہم رؤیت ھلال میں حساب وکتاب کے محتاج نہیں اس لیے کہ کبھی وہ تیس اور کبھی انتیس کا ہوتا ہے توان کے درمیان فرق صرف رؤیت سے ہی ممکن ہے اوران دونوں میں حساب وکتاب سے فرق نہیں کیا جاسکتا ۔

تواس سے یہ ظاہر ہوا کہ اس میں بیان کی گئی امیۃ (ناخواندگی) کی ایک وجہ سے صفت کمال ومدح ہے :

ایک تو یہ کہ حساب وکتاب کی ضرورت ہی نہیں اس لیے کہ اس سے بھی زیادہ واضح ھلال ہے توحساب وکتاب کی ضرورت ہی باقی نہ رہی ۔

اورایک وجہ یہ بھی ہے کہ حساب وکتاب سے اس میں غلطی ہوجائے گی ۔

۔ ۔ شیخ الاسلام کی کلام کے آخیر تک ۔ ۔